ملک کے ائمہ وخطباء کا نمائندہ ادارہ

منبر و محراب فاؤنڈیشن

کی جانب سے خطباء وائمہ مساجد کی خدمت میں جمعہ کے موقع پر خطاب کیلئے ہر چہارشنبہ کی شام ملک کے حالات کے تناظر میں ملت کی رہنمائی ورہبری پر مبنی دینی ملی سماجی اور معلوماتی اہم ترین مضامین ارسال کئے جائیں گے۔ اِن شاء اللہ

ہفت روزہ

پیام منبر و محراب

سلسلہ نمبر: 294

14-06-2023

9989666811

youtube.com/mmfindia

t.me/mmfi_channel

www.mmfi.info

ناشر:

ملک کے ائمہ وخطباء کا نمائندہ ادارہ

منبر و محراب فاؤنڈیشن انڈیا

MEMBER-O-MEHRAB FOUNDATION INDIA

فاؤنڈیشن انڈیا

16-9-408/P/45, Masjid-E-Alfalah Complex, Wahid Nagar, Old Malakpet, Hyd-36

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یوگا اور سوریہ نمسکار
اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِین وَالصَّلوٰۃُ والسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ والمُرسلین مُحَمّدٍ وَ آلہ وَصَحبہ اَجمَعِین اَمّا بعد۔

فقد قال اللہ تعالیٰ فی کلامہ المجید، اَعوذ باللہ مِن الشَّیطٰنِ الرَّجِیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (التحریم: ٦)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ. (أبو داود)

سامعین محترم وحاضرین کرام!

خدا کے بارے میں بحیثیت مجموعی تین طرح کے تصورات پائے جاتے ہیں، ایک تصور خدا کے انکار کا ہے، یعنی خدا کا کوئی وجود ہی نہیں ہے، ایسے لوگ مختلف ادوار میں رہے ہیں، اس کو اصطلاح میں ''الحاد'' کہتے ہیں اور ایسا نظریہ رکھنے والے کو ''ملحد'' یا ''دہریہ'' کہا جاتا ہے، قرآن مجید میں خدا کے وجود پر کائنات سے بہت سی دلیلیں پیش کی گئی ہیں، اور خدا کا انکار کرنے والوں پر رد کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی ایسے لوگ بھی پائے جاتے تھے، مگر خدا کے وجود کا انکار کرنے والے ہمیشہ بہت ہی کم تعداد میں رہے ہیں؛ البتہ کمیونسٹ تحریک شروع ہونے اور روس وچین جیسے بڑے ملکوں میں ان کا اقتدار قائم ہونے کے بعد ملحدین کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوا، اسی طرح یوروپ میں جب چرچ کا اقتدار ختم ہوا، جنھوں نے سائنسدانوں پر اور عوام پر بڑے ظلم ڈھائے تھے، تو جو لوگ چرچ سے عاجز آچکے تھے، انھوں نے ردعمل میں الحاد کا راستہ اختیار کیا، اس کے بعد مغربی تہذیب اس تصور کے ساتھ آگے بڑھی کہ انسان اپنی خواہشات کے سلسلے میں مکمل طور پر آزاد ہے، اُس پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں کی جاسکتی، اس کے لئے یہ بات ضروری تھی کہ انسان پر کسی غیبی طاقت کی حکمرانی کا بھی انکار کر دیا جائے؛ اس لئے آج کل مغرب میں لوگوں کی بڑی تعداد خدا کی، مذہب کی، وحی اور نبوت کی، آخرت کی اور جزاء سزا کی منکر ہے؛ کیوں کہ اس کے بغیر انسان اپنی شہوات اور خواہشات میں آزاد نہیں ہوسکتا، یوروپ میں جو لوگ اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں، ان کی بڑی تعداد کرسمس منانے اور شہریت کے رجسٹر میں رسمی طور پر خود کو عیسائی لکھنے تک محدود ہے، وہ اصل میں ملحد ہیں اور حقیقی عیسائیت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

مگر خدا کا انکار ایسی بات ہے جس کے پیچھے کوئی دلیل نہیں ہے، خدا کا انکار کرنا ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص کہے کہ میرا کوئی باپ یا ماں نہیں ہے، میں اپنے آپ پیدا ہو گیا ہوں، یا ایک شخص جہاز پر سوار ہو اور کہے کہ یہ جہاز اپنے آپ فطرت کے تقاضے کے تحت بن گیا ہے، اور کسی پائلٹ کے بغیر راستہ طے کر رہا ہے۔

اسی نامعقولیت کی وجہ سے الحاد کو دنیا کی تاریخ میں کبھی بھی انسانی سماج میں عمومی مقبولیت حاصل نہیں ہوسکی، کمیونسٹوں نے اس کو منوانے کے لئے بڑی تگ ودو کی؛لیکن وہ علم اور دلیل کے ذریعہ اس کو منوا نہیں سکے، انھوں نے اس کے لئے ظلم وجبر کا راستہ اختیار کیا اور اس بے دردی سے انسانی خون بہایا کہ اگر اسے کسی دریا میں ملا دیا جاتا تو شاید اس کا رنگ بھی بدل گیا ہوتا، افسوس کہ آج کل جدید تعلیم یافتہ، مغرب سے متأثر مسلمانوں کا ایک گروہ بھی الحاد کی طرف جا رہا ہے، علماء اساتذہ اور والدین کی ذمہ داری ہے کو وہ اس فتنہ کو محسوس کریں، اس تصور کے ساتھ چوں کہ انسان کو قول وفعل کی پوری آزادی مل جاتی ہے، اس کی شہوت پرستی میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی اور انسان فطری طور پر خواہشات کا غلام ہے؛ اس لئے وہ بہت جلد اس کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔

دوسرا تصور: شرک کا ہے، یعنی ایک سے زیادہ خدا کا، انسان کا ایک مزاج یہ رہا ہے کہ جو چیز فائدہ پہنچائے، یا وہ بہت عظیم ہو، یا اس سے نقصان کا خطرہ ہو، انسان اس کے سامنے جھک جاتا ہے، اگر ہم قرآن مجید میں انبیاء کرام کی جدوجہد اور اپنی قوم سے ان کے خطاب کا مطالعہ کریں تو وہ سب زیادہ تر اسی مریضانہ سوچ میں مبتلا تھے، اس تصور کو ''شرک'' کہا جاتا ہے، یعنی حقیقی خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرانا، مثلاً ایرانیوں کا ایک گروہ دو خدا کو مانتا تھا ایک : یزداں، دوسرے : اہرمن، یزداں کو بھلائیوں کا خالق سمجھا جاتا تھا اور اہرمن کو بدیوں کا، وہ بھلائیاں حاصل کرنے کے لئے یزداں کی اور نقصانات سے بچنے کے لئے اہرمن کی پوجا کیا کرتے تھے، ابھی بھی ایران وعراق میں اس طبقہ کے بچے کھچے لوگ موجود ہیں، جن کو ''یزیدی'' کہا جاتا ہے، ایران میں آتش پرستی کا بھی قدیم رواج رہا ہے، آج بھی آتش پرستوں کا ایک گروہ خود ہمارے ملک میں موجود ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی قوم سورج، چاند، ستارے اور مورتیاں سب کی پوجا کیا کرتی تھی، (البدایہ والنہایہ ا: ۱/۳۲۵) بنی اسرائیل کے واقعات کا جو قرآن میں ذکر آیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گائے کی پوجا ان کی یہاں عام تھی، (البدایہ والنہایہ ا: ۱/۳۰۵) اور وہ بادشاہ کی بھی پرستش کیا کرتے تھے، (تفسیر طبری: ۱/۵۶۴ ۱۷) یونانیوں کے یہاں تین خداؤں کا تصور تھا، جب اہل یونان نے عیسائیت قبول کی تو انھوں نے معبودوں کے نام میں تبدیلی کے ساتھ عیسائیت کو اسی رنگ میں رنگ دیا۔

اگرچہ تثلیث کا تصور ہندوؤں کے یہاں بھی پایا جاتا ہے، وہ شیو، وشنو اور برہما کے خدا ہونے کا تصور رکھتے ہیں؛لیکن وہ پوجا ساری چیزوں کی کرتے ہیں، مشہور ہے کہ ہندو تین کروڑ سے زیادہ مورتیوں کے سامنے اپنی پیشانی خم کرتے ہیں، مختلف علاقوں کی الگ الگ مورتیاں ہیں، مختلف قوموں کے الگ الگ معبود ہیں، مختلف موسموں کے لئے الگ الگ مورتیوں کی پوجا ہوتی ہے، انھوں نے کائنات کے انتظام وانصرام کے لئے بھی الگ الگ بھگوان ایجاد کر لئے ہیں، کوئی علم کی دیوی ہے، کوئی رزق کی دیوی، کوئی طاقت کی دیوی ہے، کوئی جنگ کا دیوتا ہے اور مظاہر قدرت میں سے شاید ہی کوئی چیز ہو جس کو ہمارے برادران وطن بھگوان نہ مانتے ہوں، سورج، چاند،

ستارے، پہاڑ، دریا، سمندر، درخت، گائے، سانپ، بندر، خود انسان کی بھی پرستش کی جاتی ہے، اور حد یہ ہے کہ انسان کے صنفی اعضاء کی بھی پرستش ہوتی ہے، شاید یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ تاریخ میں شرک کی جتنی صورتیں مروج رہی ہیں، ہندوستان میں یہ تمام صورتیں جمع ہیں۔

یہ ایسا تصور ہے جس کا غلط ہونا پوری طرح واضح ہے، انسان اپنے ہاتھوں ایک بُت بنائے اور اس کو اپنا اور کائنات کا خالق و مالک تصور کرے، اس سے زیادہ ناسمجھی کی بات اور کیا ہوسکتی ہے؟ جو چیزیں خود اپنے پائے جانے اور باقی رہنے میں دوسرے کی محتاج ہوں، وہ کیسے خدا ہوسکتی ہیں؟ جو مورتیاں اپنی ناک پر بیٹھ جانے والی مکھی کو بھی نہیں ہٹا سکتیں، کیا وہ کائنات میں متصرف ہوسکتی ہیں؟ یہ اتنی واضح بات ہے کہ اس کو دس سال کا بچہ بھی سمجھ سکتا ہے؛ مگر افسوس کہ موروثی عقیدت انسان کو چشمِ بصیرت سے محروم کر دیتی ہے، یہاں تک کہ انسان مٹی کو سونا کہنے لگتا ہے۔

خدا کے بارے میں تیسرا تصور ''توحید'' کا ہے، یعنی خدا کی ذات ہے اور وہ اکیلی اور یکتا ہے، پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر نبی نے انسانیت کو اسی کی تعلیم دی، شرک والحاد سے منع کیا، دنیا کی موجودہ قوموں میں مسلمانوں کے علاوہ شاید یہود ایک ایسی قوم ہیں، جو خدا کے ایک ہونے کی قائل ہے، قرآن مجید میں اس کا اشارہ موجود ہے؛ چنانچہ ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہودیوں کو دعوت دی گی کہ ایک ایسی بات پر آجاؤ جس کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اور تم بھی مانتے ہو، اور وہ یہ ہے کہ ہم صرف ایک خدا ہی کی عبادت کریں گے :أن لا نعبد الا اللہ (آل عمران ۶۴)

اسلام کی بنیادی دعوت ہی عقیدۂ توحید ہے اور اس نے توحید کا وسیع تصور دیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ خدا اپنی ذات کے اعتبار سے بھی ایک ہے، نہ خدا دو ہیں جیسا کہ اہل ایران کا ایک گروہ مانتا تھا، نہ تین خدا ہیں، جیسا کہ عیسائی اور بعض دوسری قوموں کا خیال ہے، اور نہ اس سے زیادہ ہے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں اہل عراق اور انبیاء بنی اسرائیل کے عہد میں اہل مصر کہا کرتے تھے، اور ہمارے برادران وطن کا تصور ہے، اور نہ خدا کی صفات میں کوئی اور شریک ہے، وہی روزی دیتا ہے، وہی اولاد دیتا ہے، اسی کے حکم سے کائنات کا یہ پورا نظام جاری وساری ہے، سورج اور چاند، سمندر اور پہاڑ سب اسی کے غلام ہیں، ان میں سے کسی کو خدا سمجھنا غلط ہے۔

توحید کیلئے صرف زبان سے خدا کا اقرار اور غیر اللہ کا زبان سے انکار کافی نہیں ہے؛ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ انسان کسی ایسے فعل کا مرتکب نہیں ہو، جو غیر اللہ کی عبادت کو ظاہر کرتا ہو؛ اسی لئے مسلمانوں کی نماز، روزہ اور ہر طرح کی عبادت صرف اللہ کے لئے ہے :إن صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین (انعام ۱۲۶)

ایک عامی سے عامی مسلمان بھی جب نماز روزہ کا ارادہ کرتا ہے تو ''نویت للہ'' سے شروع کرتا ہے، یعنی ہماری یہ عبادت اللہ ہی کے لئے ہے، مسلمانوں کی نظر میں سب سے مقدس شخصیت انبیاء کرام علیہم السلام کی اور بالخصوص

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے؛ لیکن مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی سجدہ ریز نہیں ہوتا؛ کیوں کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا (ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۸۵۳) انسان جن رشتوں کے درمیان زندگی گزارتا ہے، ان میں سب سے زیادہ محبت، احترام اور حسن سلوک کی مستحق ماں ہے؛ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کو سجدہ کرنے بلکہ اس کے سامنے جھکنے سے بھی منع فرمایا ہے، گویا رکوع اور سجدہ دونوں کی ممانعت کردی گئی، عورتیں شوہر کو اپنے لئے سر کا تاج سمجھتی ہیں اور ہر سوسائٹی میں شوہر کو عزت وعظمت دی جاتی رہی ہے؛ لیکن آپ نے شوہر کو بھی سجدہ کی اجازت نہیں دی (ترمذی، حدیث نمبر ۱۵۹۰) اس کا حاصل یہ ہے کہ چاہے کوئی شخص زبان سے اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا اقرار کرتا ہو؛ لیکن عمل اس کے مطابق نہ ہو اور وہ کسی مخلوق کے ساتھ ایسا عمل کرے جو عبادت اور بندگی کے طور پر کیا جاتا ہے تو یہ بھی شرک ہے۔ سوریہ نمسکار کو مسلمان اسی لئے شرک سمجھتا ہے کہ اس میں سورج کی پرستش کی صورت پائی جاتی ہے، جیسے مورتیوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر تقدیس واحترام اور بندگی کا اظہار کیا جاتا ہے، یہی کیفیت سوریہ نمسکار میں پائی جاتی ہے، سوریہ نمسکار کا عمل کبھی تنہا بھی کیا جاتا ہے اور کبھی یوگا کا ایک جزء بنا کر بھی، سورج کی طرف رُخ کر کے، کھڑے ہو کر، ہاتھ جوڑ کر اور سنسکرت کے کچھ کلمات پڑھتے ہوئے ایک خاص کیفیت کے ساتھ اس عمل کو انجام دینا واضح کرتا ہے کہ یہ ایک مشرکانہ عمل ہے، جس کی بنیاد ایک ایسی قوم نے رکھی ہے جو سورج کی پرستش کی قائل ہے؛ اس لئے اس کو صرف ورزش قرار دینا دھوکہ ہے، دو تین سال پہلے جب یوگا کی بحث چھڑی ہوئی تھی اور بعض لوگوں نے کہا کہ یہ تو ورزش کی ایک شکل ہے اور نماز میں بھی ایسی صورتیں پائی جاتی ہیں جو جسمانی ورزش کی ہیں تو آر ایس ایس کے بعض بڑے لیڈران نے کہا تھا کہ یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے، یوگا ہندو مذہب اور ہندو تہذیب کا حصہ ہے، جس کی تعلیم گیتا میں دی گئی ہے؛ اسی لئے مسلمانوں کے لئے سوریہ نمسکار قابل قبول نہیں ہے، اور اسلام کے عقیدۂ توحید کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہو؛ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی بھی شئی کے معبود ہونے کا انکار کرے، اقرار وانکار کے اس مجموعہ کا نام ایمان ہے؛ اس لئے ہر مسلمان کے ذہن میں یہ بات واضح ہونی چاہئے کہ سوریہ نمسکار ایک مشرکانہ عمل ہے اور ہم کسی قیمت پر اس کو قبول نہیں کر سکتے۔

جاننا چاہیے کہ یوگا سنسکرت لفظ "یوج" سے نکلا ہے، جس کے معنی شامل ہونے اور متحد ہونے کے ہیں۔ یوگا کے معنی گہری سوچ کے ذریعہ وحدت کائنات کے پُر اسرار رازوں تک پہنچنا ہے۔ (اسریٰ نعمانی یوگی تربیت یافتہ ہندوستانی نژاد مسلم صحافی) یوگا کی تقریباً 185 ورزش کی ترکیبیں ہیں۔ یوگا کرنے والے شخص کو یوگی کہا جاتا ہے۔

ہندوؤں کی مقدس کتابوں ویدوں اور بھگوت گیتا میں یوگا کی تعلیمات ملتی ہیں۔ یوگا کو ہندوؤں کے مذہبی پیشوا، رشی منی، سادھو سنت اپنے مٹھوں میں ہندو مذہبی عقیدہ کے مطابق اپنے چیلوں کے ساتھ بطور فرض کے روزانہ

انجام دیتے ہیں۔ بھگوت گیتا کا چھٹا باب فلسفہ یوگا کے لیے خاص ہے، جس میں شری کرشنا نے ارجن کو یوگا کے سلسلہ میں تفصیل سے سمجھایا اور کہا کہ یوگا درد و تکلیف سے چھٹکارا دلاتا ہے اور یوگا کی مشق کرنے والا یوگی روحانیت الٰہی کی نعمت سے نفس کا اطمینان پالیتا ہے۔ ارجن نے شری کرشنا سے پوچھا "تم نے یوگا کے متعلق بتایا، روح کے متعلق بتایا؛ لیکن انسان کی عقل ہمیشہ بے چین اور مضطرب رہتی ہے۔ عقل مضبوط، ضدی اور پُر مقصد ہوتی ہے، اس کو ہوا کی طرح خارج نہیں کیا سکتا ہے۔" کرشنا نے جواب دیا یقینا عقل مضطرب ہوتی ہے اور اس پر گرفت مشکل ہے، لیکن اس کی تربیت ابھیاسا (Abhyasa) کے ذریعہ کی جاسکتی ہے اور خواہشات اور ور گیا (Vargaya) سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔ (لائٹ آف یوگا صفحہ ۲۰)

کچھ خاص ترکیبیں جن سے یوگا پہچانا جاتا ہے، جیسے آسنا (جسم کی خاص ساخت اختیار کرنا) دھرنا (کسی خاص چیز پر توجہ مرکوز کرنا) دھیانا (آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرنا) دھیانا کے لیے ضروری ہے کہ کسی ایک جگہ بیٹھ کر روزانہ متعین وقت پر کیا جائے۔ یوگا کے ماہرین بغیر دھیانا کے یوگا تسلیم نہیں کرتے)۔ پرانیاما (روح پر گرفت کرنے کی کوشش کرنا)۔ سوریہ نمسکار بہت اہم مانا جاتا ہے۔ یوگا کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ مشرق کی جانب آنکھیں بند کر کے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر سورج کو پرنام و آداب بجالائے۔ بی کے ایس اینگر نے ویدوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ پرانیاما سے جسم اور عقل کی تمام ناپاک چیزیں خارج ہوجاتی ہیں اور مقدس آگ کے شعلے انھیں توانائی اور رعنائی کے ساتھ پاک کردیتے ہیں، تب ایک شخص دھرانا اور دھیانا کے قابل ہوتا ہے۔ اس مقام تک پہنچنے کے لیے طویل مدت درکار ہوتی ہے۔ (لائٹ آف یوگا صفحہ ۴۶۱)

یوگا کی تعریف، اس کے ارکان اور اس میں کیے جانے والے اعمال سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یوگا ایک خالص ہندو مذہب کا حصہ ہے اور اس کی جڑیں ہندو تعلیمات سے جڑی ہوئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندومت کی دھارمک شخصیتیں و مذہبی پیشوا اور ہندو احیا پسند تحریکات دراصل یوگا کے توسط سے ورن آشرم کو دوبارہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ نسلی طبقاتی تفریق کو پروان چڑھانا چاہتے ہیں۔ وہ ہندومت کو قومی و عالمی سطح پر ایک عظیم کامیاب نظام زندگی کے طور پر غالب کرنے کی کوشش میں ہیں۔

مذہب اسلام عقائد، معاملات، مامورات، معمولات اور زندگی کے ہر شعبے میں کلی یا جزوی طور پر کفر و شرک کے عناصر کا باریک بینی سے خاتمہ کرتا ہے اور کسی بھی تہذیب و تمدن کے اجزا کو کفر و شرک سے پاک صاف کر کے اپنے اندر ضم کرنے کی وسعت رکھتا ہے۔ اسلام دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلا اور جہاں بھی پہنچا وہاں کے مقامی معاشرہ، تمام باطل و لغو رسم و رواج، طور طریقوں اور عادات و اطوار کا خاتمہ کر کے مقامی سماج کو اپنے اندر شامل کیا۔ دور حاضر کی آنکھوں کو خیرہ کر دینے اور قلب و ذہن کو ظاہراً متاثر کر دینے والی کسی بھی قدیم و جدید تہذیب کو، جو اسلام سے متصادم ہو، اپنانے اور اس پر عمل کرنے سے منع کرتا ہے۔

بھارت ایک جمہوری ملک ہے جہاں پر مختلف ادیان، گونا گوں زبانیں اور رنگارنگ تہذیب وتمدن والے باشندے بستے ہیں۔ ہندوستان ہی وہ واحد ملک ہے جہاں ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی؛ بھارت میں سب بھائی بھائی کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ جمہوریت کا معنیٰ ہی کچھ یوں ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والے کو اس کے مذہب کے رسم ورواج کے مطابق زندگی بسر کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہو۔ 2014ء کے بعد سے اس بھائی چارہ والے ہندوستان میں ایک مخصوص طبقے اور اس کے نظریات کو فروغ دیا جارہا ہے نیز اقلیتوں کو نشانہ بنا کر ملک کو یکساں سول کوڈ کی طرف ڈھکیلا جارہا ہے۔ اسی نشانہ کی ایک کڑی ہے ''سوریہ نمسکار''۔ سوریہ نمسکار یعنی "salute to sun" یہ لفظ درحقیقت سنسکرت سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں سورج کی بندگی وعبادت اور اس کے سامنے آداب بجالانا۔ (فیروز اللغات)

سوریہ نمسکار درحقیقت یوگا کے دوران انجام دیا جانے والا ایک اہم عمل ہے گویا کہ سوریہ نمسکار یوگا کا ایک اہم عنصر ومحور ہے۔ جس میں یوگا کرنے والا مشرق کی جانب آنکھیں بند کر کے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر سورج کو پرانام کرتا ہے اور سورج کو سلامی پیش کرتا ہے۔ گویا ہندودھرم کے مطابق یہ ایک طرح کی عبادت ہے اور یہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ ہندودھرم کے ماننے والوں کا یہ وشواس ہے کہ سنسار کا پالن اور پوشن سورج کرتا ہے۔ جیسا کہ "ٹائم آف انڈیا" کی ایک رپورٹ میں کسی نے اس کی حقیقت واضح کرتے ہوئے لکھا تھا: سوریہ نمسکار کا معنی سورج کو شکریہ ادا کرنا، اس لئے کہ وہ زمین پر زندگی کو برقرار رکھنے کا ضامن ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ سوریہ نمسکار ہندودھرم یعنی ہندوستان کے اکثریتی طبقے کی مذہبی روایت ہے، اور ایک طرح کی عبادت بھی۔ اور اسلام اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کی قطعی اجازت نہیں دیتا۔

خلاصہ یہ کہ یوگا ایک ہندوانہ فلسفۂ عبادت ہے، جس کو ان کے مذہبی پیشوا اپنے متبعین کے ساتھ مشرکانہ اعتقادات اور شرکیہ اعمال وافعال کے ساتھ ادا کرتے ہیں، ان کی مذہبی کتاب ''بھگوت گیتا'' سے بھی اس کے حوالے بتائے جاتے ہیں، مشرکانہ اعتقادات واعمال پر مبنی کوئی ورزش جیسے یوگا وغیرہ کی تصدیق وحمایت ان کی مذہبی کتاب سے ہو رہی ہے تو اس کے مشرکانہ عمل ہونے میں کوئی شک وشبہ کی ہرگز کوئی گنجائش ہی نہیں۔ اس کے باجود کچھ مسلم افراد کا اسکو ورزشی عمل سمجھنا اور اس غلط فہمی کے ساتھ اس کی حمایت کرنا اسلام کے عقیدہ توحید کے سخت منافی ہے۔ ارشاد باری ہے: ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے، خبردار! اللہ سبحانہ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے'' (الزمر/۳)۔ اس آیت پاک میں ''الدین'' سے مراد طاعت بھی اور عبادت بھی (قرطبی ۱۵/ ۲۳۵) قرآن پاک میں توحید ورسالت، معاش ومعاد یعنی دنیا وآخرت سے متعلق سارے احکام وضاحت کے ساتھ موجود ہے، ان کو ماننے اور ان پر عمل کرنے ہی میں انسانیت کی نجات ہے۔ مشرکانہ افکار، اعمال واشغال کو مادیت کے سیلاب میں بہہ کر فوائد کی تحصیل کی غرض ہی سے کیوں نہ ہو قبول کر لینا

گویا ایمان کی روحانیت ونورانیت کھو کر کفر وشرک کی تاریک وادیوں میں گم ہوجانا ہے، ''یوگا'' کی مذہبی حیثیت سے واقف ہوجانے کے بعد بھی اس کو ورزش سمجھنا سخت نادانی اور بہت بڑی بھول ہے، ضرورت ہے کہ مسلمان والدین اپنے بچوں کو اس عمل سے بچانے کی فکر و کوشش کریں، تعلیم کے لیے اسلامی اسکولوں کا انتخاب کریں ، اپنے گھروں میں بچوں کو اسلامی عقائد سے اچھی طرح واقف کرائیں اور ان پر ہمیشہ نظر رکھیں کہ ان کا ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا کن لوگوں کے ساتھ ہے؟؟۔

اسلام کفر وشرک، الحاد و بے دینی کا راستہ کھولنے والی ہر کھڑکی کو بند کر دیتا ہے، زہر کو دنیا زہر ہی مانتی ہے ، اس کی تھوڑی تھوڑی خوراک بھی انسان کو موت کے منہ میں پہنچا سکتی ہے، ظاہر ہے ہندوانہ باطل مذہبی طور وطریق، رسوم ورواج مسلم سماج میں آہستہ آہستہ رواج پانے لگیں تو شدید خطرہ اس بات کا ہے کہ ملت اسلامیہ کی نئی نسل کا رشتہ اسلام سے منقطع ہوجائے اور اسلام کی آغوش رحمت سے نکل کر باطل کی تاریک وخاردار وادی میں گم ہوجائے۔ العیاذ باللہ

موضوع سے متعلق بعض آیات وروایات

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ. (سورۃ التحریم :٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ اُس پر سخت کڑے مزاج کے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے کسی حکم میں اُس کی نافرمانی نہیں کرتے، اور وہی کرتے ہیں جس کا اُنہیں حکم دیا جاتا ہے۔

أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ. (سورۃ البقرۃ :١٣٣)

کیا تم اس وقت خود موجود تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آیا تھا، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے؟ ان سب نے کہا کہ ہم اسی ایک خدا کی عبادت کریں گے جو آپ کا معبود ہے اور آپ کے باپ دادوں ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کا معبود ہے، اور ہم صرف اسی کے فرماں بردار ہیں۔

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ. (سورۃ لقمان:١٣)

ترجمہ: اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ بیٹا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔

عَنْ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما قال رسول اللہ ﷺ: مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ. (أبو داود)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جب کہ وہ سات سال کے ہوں اور ان کو نماز (نہ پڑھنے) پر مارو جب کہ وہ دس سال کے ہوں اور ان کے بستر بھی جدا جدا کردو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، وَيُنَصِّرَانِهِ، كَمَا تُنْتِجُونَ الْبَهِيمَةَ، هَلْ تَجِدُونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ حَتَّى تَكُونُوا أَنْتُمْ تَجْدَعُونَهَا. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بچہ ایسا نہیں ہے جو فطرت پر نہ پیدا ہوتا ہو۔ لیکن اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں جیسا کہ تمہارے جانوروں کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ کیا ان میں کوئی کان کٹا پیدا ہوتا ہے؟ وہ تو تم ہی اس کا کان کاٹ دیتے ہو۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَأَنْ یُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ

(مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان اپنے بچہ کو اَدب سکھائے تو بلاشبہ یہ اِس سے بہتر ہے کہ ایک صاع غلہ وغیرہ صدقہ کرے۔

* * * * *